Ready to Print

www.mirfatehalishah.com

Written By **Mir Fateh Ali Shah**
Translation By **None**
Language **urdu**
Catagory **Holy Quran**

بغاوت یا اصلاح

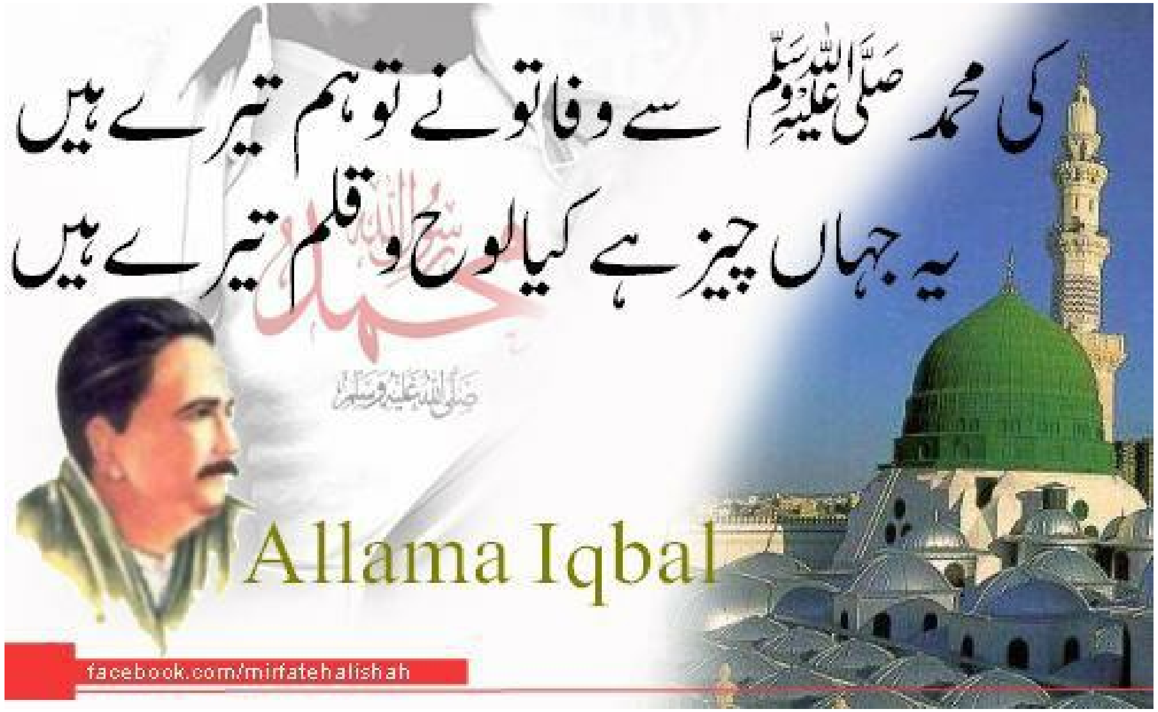

اپنی اصلاح کے لئے اپنا جائزہ لینا بہت ضروری ہے جب تک آپ ان اسباب کو ہی نہیں جان پائے جو آپکی
ناکامی کی بنیاد ہیں تب تک اصلاح کا کوئی راستہ نہیں ہو گا۔ ایک عظیم قوم جس کا تاریخ میں اعلیٰ مقام ہے، جس نے روم
اور فارس جیسی حکومتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا، جن کی طاقت، علم، ہنر، اخلاق، عدلیہ، تقویٰ کے سامنے کوئی آنے کی
بھی جرأت نہیں کرتا تھا، وہ اچانک سے ایسی پستیوں میں جا گرے گی کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، یکے بعد دیگرے تین

Save web pages as PDF with PDFmyURL

یہ نام سلطنتِ مغلیہ، سلطنتِ عثمانیہ اور ایران ناکامی سے دوچار ہوئے یقیناً اس وقت یہ سوچنا آسان نہ تھا۔ لیکن پھر تاریخ گواہ ہے کہ کس طرح سے انگریزوں نے سلطنتِ مغلیہ کا خاتمہ کیا اور اپنی لاٹھی جمادی۔ وہی مسلمان جو کبھی ہند کا بادشاہ تھا وہ ذلت و رسوائی کی زندگی گذارنے پر مجبور ہوگیا، ایک طرف ہندوؤں کا ظلم و ستم تو دوسری جانب انگریز کی غلامی، شاید ہم اس وقت کے مسلمانوں کی ذہنی حالت کو بہتر نہ سمجھ پائیں اس لئے ہمیں ابھی کے مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالنی ہوگی،

اس وقت دنیا میں دو طرح کے مسلمان ہیں ایک مظلوم اور دوسرے لاپروہ یا تماشبین، الحمد اللہ ہم مظلوموں میں سے تو نہیں، لیکن افسوس تماشبین میں ہمارا شمار لازما ہوتا ہے، اس لئے میں دوسرے قسم کے مسلمانوں سے مخاطب ہوں، اور ساتھ ہی میں معذرت چاہتا ہوں میرے سوال ہمیشہ عجیب ہی ہوتے ہیں، لیکن سچ یہ کہ جب تک آپکی سوچ کا انداز مختلف نہ ہو تب تک آپ کچھ تبدیل نہیں کر سکتے۔

جب برما میں مسلمان کھلے عام قتل کیئے جارہے تھے اس وقت آپکے ذہن میں اسکا حل کیا آیا تھا؟ آپنے اس معاملے کا ذمہ دار کسے سمجھا؟ کیا کبھی ایسا ہوا کہ آپکے ذہن یہ سوال بھی ابھرا ہو کہ اگر ہم حق پر ہیں تو پھر خدا ہماری مدد کیوں نہیں کرتا؟ کیا اسنے ہمیں دنیا میں مرنے کے لئے بھیجا ہے؟ اگر جنگِ بدر میں آسمان سے فرشتے اتر سکتے ہیں مسلمانوں کی مدد کے لئے تو اب وہ فرشتے کیوں نہیں اترتے کیا انہیں اب ہم سے کوئی دلچسپی نہیں؟ یا پھر خدا یہ ہی چاہتا ہے؟ اگر خدا یہ ہی چاہتا ہے تو پھر اس میں رحمت کہاں ہے ہم اسے رحمان کیوں مانیں؟ وغیرہ وغیرہ لیکن اسکے برعکس اگر آپنے میرے سوال پڑھنے کے بعد فوراََ مجھے برا بھلا کہا، اور سوچا کہ اس کم علم انسان کو کیا پتا کہ اس میں بھی خدا کی کوئی حکمت ہوگی، وہ ضرور مدد کرے گا، تو اس کا مقصد یہ کہ آپ کسی معجزہ کا انتظار کررہے ہیں کہ معجزہ ہوتے ہی سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔ انشاللہ ایسا ہی ہوگا میں آپکے عقیدے کی قدر کرتا ہوں، لیکن تب تک جو معصوم جانیں اجل کا شکار ہورہی ہیں انکا ذمہ دار کون ہے؟ قاتل یا ورثا۔ سوچیئے گا ضرور

Save web pages as PDF with PDFmyURL

ہمارے وہ مسلمان بھائی جو معجزات کے انتظار میں خود کچھ نہیں کرتے، کیوں کہ انہیں لگتا ہے کہ وہ خدا کے لاڈلے ہیں اور خدا انہیں کبھی آنچ نہیں آنے دیگا۔ کاش یہ ہی یقین نوکری کرتے وقت بھی ذہن میں آجائے تو آج کا نوجوان جاب کے پیچھے خوار کبھی نہ ہو۔

لیکن اگر آپ میرے سوالات سے مطمعن ہیں اور اگر اس طرح کے سوالات آپکے ذہن میں اٹھتے رہتے ہیں تو اسکا مقصد کہ آپکے اندر بغاوت جنم لے رہی ہے یا لے چکی ہے، جب تک احساسات میں شدت پیدا نہ ہو تب تک عقائد کی بنیادوں کو تبدیل کرنا قدرے ناممکن ہوتا ہے، اگر آپکے ذہن میں کلمہ طیبہ کا ترجمہ ہو تو اسکا پہلا حصہ مزید دو حصوں پر مشتمل ہے۔ جس میں سے پہلا نفی اور دوسرا اثبات پر مبنی ہے۔

کوئی معبود نہیں (الاہیت کی مکمل طور پر نفی) اسکے بعد آپ کہتے ہیں سوائے اللہ کے۔ جیسے سورہ فاتحہ میں ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ تیری ہی، تجھ ہی سے (عربی میں ایاک) ذرا غور کریں تو ان الفاظوں میں کسی دوسرے کی کوئی گنجائش نہیں، اور یہ تب ہی ممکن تھا جب آپنے لاالہ پر عمل کیا۔

حضرت علامہ اقبال رح نے اپنے کلام شکوہ جوابِ شکوہ میں بھی اسی طرزِ فکر کا استعمال کیاہے۔ اور ساتھ میں اس دور کے مسلمانوں کی ذہنی کشمکش کو بھی واضح کیاہے اور پھر جوابِ شکوہ میں اللہ تبارک وتعالٰی کی جانب سے انکے تمام شکوہ کا جواب دیاہے،

شکوہ اور جوابِ شکوہ کے چند اشعار

شکوہ

(مسلمان کی خدا سے شکایات)

Save web pages as PDF with PDFmyURL
PDFmyURL

بس رہے تھے یہیں سلجوق بھي، توراني بھي

اہل چیں چین میں، ایران میں ساساني بھي

اسي معمورے میں آباد تھے یوناني بھي

اسي دنیا میں یہودي بھي تھے، نصراني بھي

پر ترے نام پہ تلوار اٹھائي کس نے

بات جو بگڑي ہوئي تھي، وہ بنائي کس نے

صفحہ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے

نوع انساں کو غلامي سے چھڑایا ہم نے

تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے

تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

پھر بھي ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں

ہم وفادار نہیں، تو بھي تو دلدار نہیں !

امتیں اور بھي ہیں، ان میں گنہ گار بھي ہیں

عجز والے بھي ہیں، مست مے پندار بھي ہیں

ان میں کاہل بھي ہیں، غافل بھي ہیں، ہشیار بھي ہیں

سینکڑوں ہیں کہ ترے نام سے بیزار بھي ہیں

رحمتیں ہیں تري اغیار کے کاشانوں پر

Save web pages as PDF with PDFmyURL

برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

بني اغيار کي اب چاہنے والي دنيا

رہ گئي اپنے ليے ايک خيالي دنيا

ہم تو رخصت ہوئے، اوروں نے سنبھالي دنيا

پھر نہ کہنا ہوئي توحيد سے خالي دنيا

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے

کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے، جام رہے!

جواب شکوہ

(خدا کا جواب)

صفحہ دہر سے باطل کو مٹايا کس نے؟

نوع انساں کو غلامي سے چھڑايا کس نے؟

ميرے کعبے کو جبينوں سے بسايا کس نے؟

ميرے قرآن کو سينوں سے لگايا کس نے؟

تھے تو آبا وہ تمھارے ہي' مگر تم کيا ہو

ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو!

Save web pages as PDF with PDFmyURL

کیا کہا! بہر مسلماں ہے فقط وعدہ حور

شکوہ بے جا بھي کرے کوئي تو لازم ہے شعور

عدل ہے فاطر ہستي کا ازل سے دستور

مسلم آئيں ہوا کافر تو ملے حور و قصور

تم ميں حوروں کا کوئي چاہنے والا ہي نہيں

جلوۂ طور تو موجود ہے' موسي ہي نہيں

منفعت ایک ہے اس قوم کي' نقصان بھي ایک

ایک ہي سب کا نبي' دين بھي' ايمان بھي ایک

حرم پاک بھي' اللہ بھي' قرآن بھي ایک

کچھ بڑي بات تھي ہوتے جو مسلمان بھي ایک

فرقہ بندي ہے کہيں اور کہيں ذاتيں ہيں

کيا زمانے ميں پنپنے کي يہي باتيں ہيں

ہر کوئي مست مے ذوق تن آساني ہے

تم مسلماں ہو! يہ انداز مسلماني ہے !

حيدري فقر ہے نے دولت عثماني ہے

تم کو اسلاف سے کيا نسبت روحاني ہے ؟

وہ زمانے ميں معزز تھے مسلماں ہو کر

Save web pages as PDF with PDFmyURL

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

ہم نے اللہ کی کتاب کو ثواب کی خاطر سنبھالا ہوا ہے اور یہ بھول ہی گئے ہیں کہ قرآن کے نزول کا مقصد کیا تھا، اور مسلمانوں کی ناکامی ذلت و رسوائی کا بنیادی سبب ترکِ قرآن ہے۔ ہمارا سب سے بڑا المیہ ناکامی نہیں بلکہ وہ مردہ دل ہے جو ناکامی میں رہتے ہوئے بھی ناکامی کو محسوس نہیں کرتا۔ یاد رکھیں قسمت بھی ایک تبدیلی کا نام ہے جب تک آپ خود تبدیلی کے لئے تیار نہیں ہو جاتے تب تک کچھ بھی تبدیل نہیں ہوتا۔

Article Link http://w w w .mirfatehalishah.com/articles/post.php?id=2123
Join us on facebook https://w w w .facebook.com/mirfatehalishah

www.mirfatehalishah.com

Save web pages as PDF with PDFmyURL